بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مختصر اصول تفسیر القرآن

مرتب: ابو معاویہ مولانا مفتی محمد ایاز درانی

اصول تفسیر قرآن: اصولِ تفسیرقرآن سے مراد وہ اصول وقوانین اور اصطلاحات ہیں جن کی روشنی میں قرآن پاک کی وضاحت، تشریح اور تفسیر آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

تعارف قرآن: قرآن کا تعارف مندرجہ ذیل پانچ باتوں پر مشتمل ہے۔

(1) اسماء القرآن: کسی بھی کتاب کا تعارف اسکے نام سے ہوتا ہے کیونکہ کتاب کے نام ہی سے اس کے موضوع کی عکاسی ہوتی ہے۔ جس طرح ہر مصنف اپنی تصنیف کا نام تجویز کرتا ہے، اسی طرح اللہ نے بھی قرآن کے مختلف نام رکھے ہیں، جن سے اسکے مرکزی موضوع کی وضاحت بھی ہوجاتی ہے۔ الغرض ان ناموں میں سب سے زیادہ مشہور نام قرآن ہے۔

قرآن کے دیگر نام:

علماءِ تفسیر نے قرآن کے بہت زیادہ نام ذکر کیے ہیں یہ زیادہ نام اس کی عظمت وشرافت کی دلیل ہے کیونکہ کسی بھی چیز کے زیادہ نام اُس کی عظمت وشرافت پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اسماءِ قرآن میں سے قرآن کا اصل نام یعنی اسم علَم صرف پانچ ہیں اور باقی اسماء صفاتی ہیں۔ وہ پانچ اسماء علم یہ ہیں:

(۱) القرآن (۲) الفرقان (۳) الذکر (۴) الکتاب (۵) التنزیل۔ پھر ان میں قرآن اور کتاب زیادہ مشہور ہیں۔ (علوم القرآن)

''الاتقان فی علوم القرآن'' میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے قرآن کے ۵۵، شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ نے ''العرفان من اصول القرآن'' میں تقریباً ۶۲، علامہ محمد حسین شاہ نیلویؒ نے مقدمہ تسہیل میں اور شیخ عبدالسلام رستمیؒ نے تنشیط الاذھان میں ۷۵ نام گنوائے ہیں۔ اسی طرح دیگر علماء نے بھی مختلف تعداد بتائی ہے جنہیں بحذف تکرار جمع کرنے سے تقریباً ۱۳۰ نام بن جاتے ہیں۔ (جس کی تفصیل بندہ کے کتاب التیسیر فی اصول التفسیر میں ملاحظہ ہوں) جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) القرآن — جیسے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ......الخ [البقرہ:۱۸۵]

(۲) الفرقان — جیسے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ [البقرۃ:۱۸۵]

(۳) البیان — جیسے هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ......الخ [العمران:۱۳۸]

(۴) التبیان — جیسے وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ [النحل:۸۹]

(۵) الموعظۃ — جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ [یونس:۵۷]

(۶) الشفاء — جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ [یونس:۵۷]

(۷) الھدی — جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ [یونس:۵۷]

(۸) الرحمۃ — جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ [یونس:۵۷]

(۹) الروح — جیسے وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا......الخ [الشوریٰ:۵۲]

(۱۰) الذکر — جیسے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ ......الخ [الحجر:۹]

(۱۱) کلام اللہ — جیسے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ ......الخ [التوبۃ:۶]

(۱۲) حبل اللہ — جیسے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا......الخ [ال عمران:۱۰۳]

(۱۳) سبیل اللہ — جیسے وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ......الخ [الانعام:۱۵۳]

(۱۴) الصراط المستقیم — جیسے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا ......الخ [انعام:۱۵۳]

(۱۵) الایمان — جیسے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا۔ [ال عمران:۱۹۳] وغیرہ

(2)تعریف قرآن: کسی کتاب کے فہم کیلئے اس کتاب کی تعریف ضروری ہے تاکہ اسکی حیثیت، موضوع اور غرض وغایت معلوم ہو جائے۔ اسی طرح قرآن کی بھی اپنی ایک تعریف ہے، جس سے اس کتاب کی منفرد اور امتیازی شان واضح اور معلوم ہو جاتی ہے۔

لفظ قرآن کی لغوی تحقیق: لغت میں لفظ قرآن کا معنی کیا ہے اور کس چیز سے ماخوذ ہے۔ اس میں کئی اقوال ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ لفظ مہموز ہے یا غیر مہموز۔ اگر غیر مہموز ہو تو بعض علماء کے نزدیک

(۱) یہ کتاب اللہ کا اسم علم ہے، غیر مشتق ہے اور کلام الٰہی کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے تورات اور انجیل اسم علم ہے۔ یہ قول امام شافعیؒ کا ہے۔

(۲) بعض کے نزدیک یہ مشتق ہے قَرَأْتُ الشَّیئَ بِالشَّیئِ سے (کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا، متصل کرنا) اس معنیٰ کے اعتبار سے قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی سورتیں اور آیتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصل اور مربوط ہیں۔ تو اس اعتبار سے قرآن بمعنی مَقْرُوْن ہوا۔

(۳) جبکہ امام فراءؒ کہتے ہیں کہ یہ ماخوذ ہے قرائن (جمع قرینہ) سے۔ اس معنی کے اعتبار قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آیات ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مشابہ اور ایک دوسرے کے قرائن ہیں۔

اور جو علماء کہتے ہیں کہ قرآن کا لفظ مہموز ہے تو پھر ان کا آپس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہے کہ

(۱) قرأت سے مصدر ہے (قرآن جیسے غفران) بمعنی مَقْرُوْءٌ یعنی پڑھا ہوا۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ یہ وصف ہے فعلان کے وزن پر، قَرْءَ سے مشتق ہے بمعنی جَمَعَ، قرآن کی آیات اور سورتیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ جمع اور ضم ہیں۔

(۳) امام فراءؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ قاری اسے اپنے سینے سے ظاہر کرتا ہے، بیان کرتا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں مَا قَرَأَتِ النَّاقَةُ قَطُّ یعنی اونٹنی نے بالکل بچہ جنا ہی نہیں یعنی ظاہر نہیں کیا۔

فائدہ: امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ وحی اور کلام کے ہر مجموعے کو قرآن نہیں کہتے، قرآن کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے تمام کتب سابقہ منزلہ کے ثمرات اور علوم کو اپنے اندر جمع کیا ہے۔

قول فیصل: امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مختار قول امام شافعیؒ کا ہے (اتقان) اور عند الجمہور قرآن قَرَأَ یَقْرَأُ کا مصدر ہے بمعنی جمع کرنا اور پڑھنا۔
(ماخوذ از علوم القرآن للشیخ تقی عثمانی و للشیخ گوہر رحمٰن)

قرآن کی وجہ تسمیہ:

پھر اس معنی کے لحاظ سے قرآن کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ (۱) یہ آیات اور سورتوں کا مجموعہ ہے۔ (۲) انبیاءؑ سابقین کے کتب اور صحیفوں کے تعلیمات کا عطر اور خلاصہ ہے (۳) قصص، واقعات و حالات اور حوادث اور اوامر و نواہی اس میں مناسب انداز کے ساتھ جمع ہیں (۴) علوم اور معارف کا بہترین مجموعہ ہے۔

اصطلاحی تعریف:

علماء نے قرآن کی اصطلاحی وفنی تعریف یوں کی ہے:

اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ الْعَرَبِیُّ الْمُنَزَّلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ بِوَاسِطَۃِ جِبْرَائِیْلَ الْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِہٖ اَلْمَکْتُوْبُ فِی الْمَصَاحِفِ اَلْمَنْقُوْلُ اِلَیْنَا نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْھَۃٍ۔

ترجمہ: قرآن اللہ کا کلام ہے جو عربی زبان میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر جبریل ؑ کے ذریعے نازل فرمائی جس کے پڑھنے پر ہم مامور ہیں اور جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور ہم تک نقل متواتر سے اس طرح پہنچا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔

قرآن کی تعریف قرآن سے:

﴿وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ o عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ o بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍo﴾ [الشعراء: ۱۹۲ تا ۱۹۵]

اسی طرح سورۃ البقرۃ: ۲، سورۃ زخرف: ۳، یوسف: ۳، سورۃ مؤمن: ۲، سجدہ: ۲، سورۃ الکھف: ۱، سورۃ محمد: ۲، سورۃ نحل: ۱۰۲۔

ان آیات کی روشنی میں قرآن کی تعریف عربی زبان میں اس طرح بنتا ہے۔

﴿اَلْقُرْاٰنُ ھُوَ الْکِتَابُ الْمُعْجِزُ الْمُنَزَّلُ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ بِوَاسِطَۃِ الْجِبْرِیْلِ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ﴾

(3)حکمت نزول قرآن: قرآن اللہ نے نازل فرمائی ہے جوایک حکیم ذات ہے۔اس کے نزول میں بہت سی حکمتیں ہیں جوخودقرآن نے بیان کی ہیں۔ذیل کی آیات میں حکمت کے ماخذ خط کشیدہ میں درج ہیں۔سوقرآن کس مقصد کیلئے نازل ہوا ہے؟

- للھدایۃ ہدایت کیلئے:﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾[بقرۃ:۲]
- ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾[بقرۃ:۱۸۵]
- شفاء(علاج)،رحمۃ،موعظہ(وعظ) کیلئے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾[یونس:۵۷]
- للتدبر: تدبر کیلئے: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[ص:۲۹]
- للتبلیغ:تبلیغ کیلئے: ﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[ابراھیم:۵۲]
- للتحکیم: فیصلہ کرنے کیلئے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾[النساء:۱۰۵]
- لاِخراج الناس من الظلمات الی النور:اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کیلئے: ﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾[ابراھیم:۱]
- للیقین بالآخرۃ(آخرت پریقین کیلئے): ﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ﴾[رعد:۲]
- للتثبت(استقامت کیلئے):﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾[النحل:۱۰۲]

(4)موضوع یا دعویٰ قرآن: قرآن کا دعویٰ اور موضوع توحید ہے۔کیونکہ قرآن کریم کے تمام علوم ومعارف اور موضوعات کا منبع توحید ہی ہے۔جبکہ باقی ساری چیزیں شجرتوحید کی شاخیں ہیں۔

﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۗ اِنَّنِىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ﴾[ھود:۲،۱]

﴿فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾[ھود:۱۴]

ملاعلی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں: اِنَّ الْقُرْاٰنَ مَا اُنْزِلَ اِلَّا لِتَقْرِيْرِ التَّوْحِيْدِ .[مرقات:۲/۱۶۸]''بےشک قرآن توحید کی تقریروبیان ہی کیلئے نازل کیا گیا ہے۔''

فَالْقُرْاٰنُ كُلُّهٗ فِى التَّوْحِيْدِ وَحُقُوْقِ اَهْلِهٖ وَثَنَاءِهِمْ وَفِىْ شَانِ ذَمِّ الشِّرْكِ وَعُقُوْقِ اَهْلِهٖ وَجَزَائِهِمْ .[شرح فقہ اکبر:۱۰]

''قرآن سارےکاساراتوحید ہے۔(اس میں)اہل توحید کےحقوق،ان کی تعریف جبکہ شرک کی مذمت واہل شرک کی نافرمانی اوران کی جزاوسزا کا بیان بھی ہے۔''

(5)تقسیم قرآن: رئیس المفسرین شیخ مولاناحسین علی الوانیؒ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے مضامین اور عناوین کے اعتبار سے قرآن کے چار حصے ہیں۔یہ بات تفسیر کبیر سورۃ انعام کی ابتداء میں امام رازی اور''البرہان''میں امام زرکشیؒ نے بھی ذکر کی ہے۔جبکہ ہر حصہ الحمدللہ کے ساتھ مصدر(شروع) ہوتا ہے۔

(۱) سورۃ فاتحہ سے سورۃ مائدہ تک:

یہ حصہ چار سورتوں پر مشتمل ہے۔اس میں باعتبار اغلب''خالقیت''کا بیان ہے کہ اللہ ہی تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔

(۲) سورۃ انعام سے سورۃ بنی اسرائیل تک:

یہ حصہ بارہ سورتوں پر مشتمل ہے۔اس میں بااعتبار اغلب''ربوبیت''کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا پالنے والا ہے۔

(۳) سورۃ کھف سے سورۃ احزاب تک:

یہ حصہ سولہ سورتوں پر مشتمل ہے۔اس میں بااعتبار اغلب''رحمانیت ورحیمیت''یعنی برکات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ برکتیں ڈالنے والا ہے۔

(٤) سورۃ سبا سے سورۃ الناس یعنی آخر قرآن تک:

یہ حصہ 81 سورتوں پر مشتمل ہے۔اس میں دومسائل''مالکیت اور قیامت''کا بیان ہے۔

فائدہ: آخری حصہ چونکہ دومضامین پر مشتمل ہےاس لیےاس میں دودفعہ الحمدللہ ذکر ہے،سورۃ فاطر کی ابتداء میں اور سورۃ سبا کی ابتداء میں۔

ہمارے شیخ نیلویؒ نے قرآن کے ان حصوں کواس نظم میں منظوم کرکے بیان کیا ہے:

اے برادر یاد رکھ تورات کے کل حصہ جات
پانچ ہیں خلق وخروج ،گنتی، استثنا، قضات
اور قرآن مبین کے کل حصص بھی کر لو یاد
چار ہیں خلق وربوبیت، تبارک اور معاد
فاتحہ تا مائدہ تخلیق کا ہو گا بیاں
پھر ربوبیت ہے اس کے بعد تا اسراء بیاں
کہف سے احزاب تک ہوگا تبارک کا بیاں
پھر سبا تا آخر قرآں قیامت کا بیاں

☆ پھر یہ چوتھا حصہ بارہ (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے۔

پھلا باب:

[سورۃ سبا، سورۃ فاطر، سورۃ یٰس]

اس باب میں یہ مسئلہ بیان ہور ہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اس لیے اس کے سوا کوئی دوسرا پکارنے اور عبادت کرنے کے لائق نہیں۔

دوسرا باب:

[سورۃ الصافات، سورۃ ص، سورۃ الزمر]

اس باب میں فرمایا کہ شفیع غالب ہونا تو درکنار، انبیاء، اولیاء، ملائکہ اور جنات سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز وکمزور ہیں۔

تیسرا باب:

[سورۃ المؤمن، سورۃ حٰم السجدۃ، سورۃ الشوریٰ، سورۃ الزخرف، سورۃ الدخان، سورۃ الجاثیۃ، سورۃ الاحقاف)

یہ سات سورتیں حوامیم سبعہ کہلاتی ہیں۔ اس باب میں فرمایا گیا کہ غائبانہ طور پر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا ہے، اس بارے میں منکرین، مشرکین کے جو گیارہ شبہات وارد ہوتے ہیں، ان کا ازالہ اور جواب دیا گیا ہے۔

چوتھا باب:

[سورۃ محمد، سورۃ الفتح، سورۃ الحجرات]

اس باب میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد، فتح وکامرانی کا بیان ہے بشرطیکہ انتظامی احکام وآداب پر عمل پیرا ہوں۔

پانچواں باب:

[سورۃ ق، سورۃ الذاریٰت، سورۃ الطّور، سورۃ النجم]

ان سورتوں میں اثبات قیامت ہے، ایک سورت میں دوسری سورت پر ترقی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ روزِ قیامت، توحید کے متعلق باز پرس ہوگی، وہاں کوئی شفیع غالب نجات نہیں دلا سکتا۔

چھٹا باب:

[سورۃ القمر، سورۃ الرحمٰن، سورۃ الواقعۃ]

ان سورتوں میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں، صرف وہی برکات دہندہ ہے۔

ساتواں باب:

[سورۃ الحدید، سورۃ المجادلۃ، سورۃ الحشر، سورۃ الممتحنۃ، سورۃ الصّف، سورۃ الجمعہ، سورۃ المنافقون، سورۃ التغابن، سورۃ الطلاق، سورۃ التحریم]

اس باب میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ترغیب الی الجہاد الانفاق ہے اور جہاد وانفاق سے جی چرانے والوں کے لیے ترہیب وتخویف ہے۔

آٹھواں باب:

[سورۃ الملک، سورۃ القلم، سورۃ الحاقۃ، سورۃ المعارج، سورۃ نوح، سورۃ الجن]

ان سورتوں میں یہ مسئلہ بیان ہورہا ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس پر بطور دلیل نقلی واقعہ نوحؑ اور واقعہ جنات ہے۔

نواں باب:

[سورۃ المزمل، سورۃ المدثر]

اس باب میں ترغیب الی القرآن اور تبلیغ قرآن کا بیان ہے کہ قرآن مجید جو سراپا درسِ توحید ہے بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچاؤ۔

دسواں باب:

[سورۃ القیامۃ، سورۃ الدھر، سورۃ المرسلات، سورۃ النبا، سورۃ النازعات، سورۃ عبس، سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار، سورۃ المطففین، سورۃ الانشقاق، سورۃ البروج، سورۃ الطارق]

اثبات قیامت پر دلائل عقلیہ اور آخرت کا مفصل احوال کہ ان حالات سے عبرت پکڑو۔

گیارھواں باب:

[سورۃ الاعلی، سورۃ الغاشیۃ، سورۃ الفجر، سورۃ البلد، سورۃ الشمس، سورۃ اللیل]

اثباتِ توحید کے ساتھ تذھید من الدنیا اور آخرت کی طرف ترغیب ہے کہ دنیا سے بے رغبت ہو کر آخرت پر توجہ مرکوز رکھو۔

بارھواں باب:

[سورۃ الضحیٰ، سورۃ الناس]

اس باب میں **22** سورتیں ہیں۔ اس میں مقاصد اربعہ: توحید، رسالت، صداقتِ قرآن اور قیامت کا بیان و اعادہ ہے۔ نیز شبہات کا ازالہ اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہے۔

تعارف سورِ قرآن

یہ تعارف بھی پانچ باتوں پر مشتمل ہے۔

خلاصہ سُورِ قرآن: تفسیر کے دوران کسی بھی سورۃ کو شروع کرنے اور آسانی سے سمجھنے کیلئے پہلے اس متعلقہ سورۃ کا خلاصہ سمجھنا ضروری ہے۔ ہر سورۃ کا خلاصہ تقریباً پانچ اُمور پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۱) سورۃ کی مصحفی اور نزولی ترتیب: مصحفی ترتیب سے مراد سورتوں کی وہ تدوینی ترتیب ہے جو ہمارے سامنے قرآن کی سورتوں کی ہے جیسے پہلے سورۃ فاتحہ پھر بقرۃ پھر آل عمران۔۔۔ الخ

اور ترتیب نزولی سے مراد سورتوں کی وہ ترتیب ہے جو تقریباً ۲۳ سال میں وقتاً فوقتاً حالات و واقعات اور حادثات کی مناسبت سے نازل ہوئی ہیں جیسے پہلے سورۃ علق پھر قلم پھر مزمل پھر مدثر پھر فاتحہ۔

(۲) ربط سورۃ: ربط سے مراد دو سورتوں کے درمیان باہمی تعلق اور مناسبت ہے کہ زیر بحث سورۃ مثلاً بقرۃ کا اس سے پہلی سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کیا تعلق اور مناسبت ہے۔ یا بقرہ کو فاتحہ کے بعد کس مناسبت اور تعلق کی بناء پر رکھا گیا ہے۔

(۳) امتیازات سورۃ: امتیازات سے مراد وہ خصوصیات ہیں جو کسی سورۃ کو دوسری سورۃ سے ممتاز کرتی ہیں یا وہ باتیں ہیں جو اس زیر بحث سورۃ میں موجود ہیں دوسری سورۃ میں نہیں۔

(۴) دعویٰ سورۃ: دعویٰ سے مراد کسی سورۃ کا وہ مرکزی محور، عنوان، موضوع اور مقصودی مسئلہ ہے جس کے اثبات کیلئے متعلقہ سورۃ نازل کی گئی ہو اور باقی تمام سورۃ اسی محور کے گرد گھومتی ہو۔

(۵) تقسیم یا حاصل سورۃ: تقسیم یا حاصل سورۃ سے مراد یہ ہے کہ زیر بحث سورۃ مضامین کے اعتبار سے کتنے حصوں پر مشتمل ہے، سو اجمالی طور پر سورۃ کا مختصر نقشہ اور خاکہ پیش کرنے کو حاصلِ سورۃ کہتے ہیں۔ حاصلِ سورۃ کو محتویات السورۃ، فذلکۃ السورۃ، ما اشتمل علیہ السورۃ بھی کہتے ہیں۔

مضامین قرآن: قرآن پاک میں اگرچہ بہت زیادہ مسائل اور مضامین ہیں لیکن بڑے بڑے مضامین اور مسائل کے اعتبار سے قرآن کے اہم

مضامین آٹھ ہیں، جنہیں اصولِ مُہِمّہ کہتے ہیں:

(۱) اثبات التوحید (۲) اثبات الرسالۃ (۳) صدق الکتاب (۴) اثبات القیامۃ (۵) الجہاد فی سبیل اللہ (۶) الانفاق فی سبیل اللہ (۷) التنظیم والمنظمہ (۸) الآداب

ان میں سے پہلے چار مضامین کو مقاصد یا سوابق اور آخری چار کو ممداۃ یا لواحق کہتے ہیں۔

دعویٰ: جیسا کہ مذکور ہو چکا کہ دعویٰ کہتے ہیں اُس مرکزی مسئلہ یا موضوع کو جس پر پوری سورۃ بحث کرتی ہے۔

تو قرآن پاک کی ایک سورۃ میں ان آٹھ مضامین میں سے کبھی ایک مضمون اور کبھی کئی مضامین کو اکھٹا لا کر سورۃ کا دعویٰ بنا دیا جاتا ہے۔ جیسے سورۃ فاتحہ کا دعویٰ توحید ہے اور سورۃ بقرہ کا دعویٰ، توحید، رسالت، جہاد اور انفاق ہے۔

دلائل: دلائل سے مراد ایسے ثبوت ہیں جو قرآن، دعویٰ یعنی مرکزی موضوع کو ثابت کرنے کیلئے ذکر کرتا ہو۔

قرآن پاک چار قسم کے دلائل بیان کرتا ہے۔

(۱) دلیل عقلی: جس کو عقل تسلیم کرتی ہو۔ پھر دلائل عقلیہ تین اقسام کے ہیں:

(الف) دلیل عقلی محض: (سادہ عقلی دلیل) جیسے ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾ [النحل:۳]

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [بقرۃ:۲۱،۲۲]

(ب) دلیل عقلی اعترافی: جس کا خصم یعنی مقابل (مخالف) بھی اعتراف کرتا ہے:

﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ﴾ [المؤمنون:۸۴،۸۵]

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ [المؤمنون:۸۶،۸۷]

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ﴾ [العنکبوت:۶۱]

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ [لقمن:۲۵]

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ﴾ [زخرف:۹]

(ج) دلیل عقلی الزامی مسکت للخصم: وہ دلیل جو خصم (مقابل) کے سامنے جب بیان کی جاتی ہے تو وہ لاجواب ہو کر چپ ہو جاتا ہے جیسا کہ:

﴿قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ [انعام:۴۰]

﴿قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [انعام:۴۷]

﴿قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ﴾ [انعام:۶۳]

﴿قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْکُمْ مِّنْهَا وَمِنْ کُلِّ کَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ﴾ [انعام:۶۴]

(۲) دلیل نقلی: جو گزشتہ انبیاءؑ، کتابوں، نیک لوگوں، جنات اور ملائک سے نقل ہو جیسے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء:۲۵]

﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء:۹۲]

﴿وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا﴾ [بنی اسرائیل:۲]

﴿وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ o قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَکْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾ [سبا:۴۰،۴۱]

﴿وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا﴾ [الکہف:۱۴]

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ﴾ [مؤمن:۲۸]

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ﴾ [احقاف:۲۹]

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا o یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴾ [جن:۲،۱]

﴿ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ o وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ﴾[الصفت:١٦٥،١٦٦]

(٣)دلیل وحی: کہ اللہ تعالیٰ وہ مسئلہ خود قرآن میں وحی کرے یا واضح کرے اور اس کا حکم دے جیسے:

﴿وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَ نَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ هٰذَا اَوۡ بَدِّلۡهُ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِیۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ﴾[یونس:١٥]

﴿ اِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡکِرَةٌ وَّهُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ﴾[النحل:٢٢]

﴿ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰهَیۡنِ اثۡنَیۡنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴾[النحل:٥١]

﴿لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا o وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴾[بنی اسرائیل:٢٢،٢٣]

(٤)حلف(قسم): قرآن کسی مسئلے کو ثابت کرنے کیلئے حلف (قسم) کو بھی بطور دلیل وشاہد پیش کرتا ہے۔ جیسے: والعصر، والطور، والقلم وغیرہ یعنی گواہ ہے زمانہ، گواہ ہے کوہ طور، گواہ ہے قلم۔

پھر کبھی کبھی ان چار قسم کے دلائل کے علاوہ مسئلے کی مزید وضاحت کیلئے **قصص** یعنی انبیاءؑ اور حق پرستوں کے واقعات بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ جیسے سورۃ اعراف، ھود اور شعراء وغیرہ میں۔ اور کبھی **امثال** (مثالیں) لائی جاتی ہیں جیسے:﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ وَاِنۡ یَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ﴾[الحج:٧٣]

﴿ مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِیَآءَ کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ اِتَّخَذَتۡ بَیۡتًا وَاِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ﴾[العنکبوت:٤١]

مخاطبین قرآن اور قرآن کا طرز واسلوب خطاب: قرآن پاک دو قسم کے لوگوں سے خطاب کرتا ہے۔

١: منقادین: گردن نہاد یعنی ماننے والے   ٢: غیر منقادین: یعنی نہ ماننے والے

❁ مسئلہ بیان اور ثابت ہونے کے بعد منقادین کو اللہ تعالیٰ بشارت (خوشخبری) دیتے ہیں۔ کبھی یہ بشارت دنیوی ہوتی ہے جیسے:

﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰی وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُکُمۡ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ o اِذۡ یُغَشِّیۡکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِهٖ وَیُذۡهِبَ عَنۡکُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَلِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَیُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ ﴾[انفال:١٠،١١]

❁ اور کبھی بشارت اُخروی (آخرت کی خوشخبری) جیسے: ﴿وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا قَالُوۡا هٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمۡ فِیۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾[بقرۃ:٢٥]

❁ کبھی تسلی دی جاتی ہے جیسے: ﴿ فَاِنۡ کَذَّبُوۡکَ فَقُلۡ رَّبُّکُمۡ ذُوۡ رَحۡمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَلَا یُرَدُّ بَاۡسُهٗ عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ﴾[انعام:١٤٧]

﴿ وَاِنۡ یُّکَذِّبُوۡکَ فَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡکِتٰبِ الۡمُنِیۡرِ﴾[فاطر:٢٥]

❁ کہیں تشجیع (بہادری) انبیاء علیہم السلام اور حق پرستوں کے واقعات کے ذریعے، کہ وہ حق کی راہ میں تکالیف سے نہیں ڈرے تھے تو تم بھی مت ڈرو جیسے:

﴿ اِنۡ نَّقُوۡلُ اِلَّا اعۡتَرٰىکَ بَعۡضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوۡٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اُشۡهِدُ اللّٰهَ وَاشۡهَدُوۡۤا اَنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ﴾[ھود:٥٤]

﴿ وَاَرَادُوۡا بِهٖ کَیۡدًا فَجَعَلۡنٰهُمُ الۡاَخۡسَرِیۡنَ﴾[الانبیاء:٧٠]

❁ کبھی ترغیب دیتے ہیں جیسے: ﴿ وَمَنۡ یُّهَاجِرۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ یَجِدۡ فِی الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا کَثِیۡرًا وَّسَعَةً وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ یُدۡرِکۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا﴾[النساء:١٠٠]

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ﴾[التوبہ:٢٠]

﴿ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ﴾[مؤمن:٦٠]

❁ تو کہیں ربط القلب (استقامت) کا بیان ہوتا ہے جیسے: ﴿ وَرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا۠ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا﴾[الکہف:١٤]

٢: غیر منقادین کو: یعنی نہ ماننے والوں کو اللہ کبھی: ❁ زجر (ڈانٹ) دیتے ہیں جیسے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَکُمۡ اِذَا قِیۡلَ لَکُمُ انۡفِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَی الۡاَرۡضِ اَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ﴾[التوبہ:۳۸]

﴿ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾ [یونس:۱۸]

❁ اور کبھی غیر منقادین کو تخویف (یعنی ڈراوا) دیا جاتا ہے۔ پھر تخویف کی دو قسمیں ہیں تخویف دنیوی اور تخویف اُخروی۔

❁ تخویف دنیوی جیسے: ﴿ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِھَا وَقِثَّاۗئِھَا وَفُوْمِھَا وَعَدَسِھَا وَبَصَلِھَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَکُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ﴾ [بقرۃ:۶۱]

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ﴾ [الاعراف:۱۵۲]

❁ اور کبھی تخویف اُخروی (آخرت کا ڈراوا) دیتے ہیں۔ جیسے: ﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ [البقرۃ:۲۴]

❁ اور کبھی انکے ختم القلب (دل پر مہر لگنے) کا بیان ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ [البقرۃ:۷]

پھر غیر منقادین چھ اقسام کے ہیں:

(۱) یہود: سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور تورات کے ماننے والے اور سیدنا عزیر علیہ السلام کو حاجت روا اور اللہ کا نائب اور لاڈلا سمجھنے والے۔

(۲) نصاریٰ (عیسائی): سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار اور انجیل والے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حاجت روا اور اللہ کا نائب اور لاڈلا سمجھنے والے۔

(۳) منافقین: جو زبان سے تو ایمان و دین کا دعویٰ کرتے پھریں مگر درحقیقت دل سے نہیں مانتے۔

(۴) مشرکین: جو اللہ کی ذات وصفات اور اسماء وافعال میں شرک کرتے ہوئے مخلوق کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۵) مجوس: اللہ تعالیٰ کے ساتھ آگ کو شریک کرنے والے اور آگ کی عبادت کرنے والے۔ خیر کے خالق یزدان (اللہ) اور شر کے خالق اھرمن (شیطان) کو ماننے والے۔

(۶) صابئین: وہ لوگ جو سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کرتے اور ان میں تاثیرات مانتے ہیں۔

ان تمام فرق باطلہ پر رد سورۃ حج:۱۷ ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ﴾

مشرکین کی چار قسمیں ھیں:

(۱) مشرکین بالعباد الصالحین: جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، انبیاءؑ، اولیاء اور ملائک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں جیسے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ [الاعراف:۱۹۴]

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾[نوح:۲۳]

(۲) مشرکین بالجن: جنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے جیسے:

﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَھُمْ وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ﴾[الانعام:۱۰۰]

﴿ وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِیٰۗؤُھُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰکُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰہُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ﴾ [انعام:۱۲۸]

(۳) مشرکین بالملائکۃ: فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کیساتھ حصہ دار ٹھہرانے والے جیسے:

﴿ وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰۗئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَاۗءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ﴾[سبا:۴۰]

﴿ وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَاۗءُ وَیَرْضٰی﴾[النجم:۲۶]

(۴) مشرکین بالکواکب: جو سورج، چاند، ستارے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں جیسے:

﴿ وَجَدْتُّھَا وَقَوْمَھَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ فَصَدَّھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَھُمْ لَا یَھْتَدُوْنَ﴾[نمل:۲۴]

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾[حم سجدہ:۳۷]

توحید اور اقسام توحید

توحید: اللہ تعالیٰ کو اپنی صفات وافعال میں واحد، یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا۔

قال ابن حجر : اَلتُّوحِيدُ مَصدَرُ وَحَّدَ يُوَحِّدُ وَمَعنٰى وَحدتُ اللّٰهَ اِعتَقَدْتُهُ مُنفَرِدًا بِذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَلاَ نَظِيرَ لَهُ وَلاَ شَبِيهَ.[فتح البارى كتاب التوحيد]

''یعنی توحید وَحَّدَ يُوَحِّدُ سے مصدر ہے، وَحدتُ اللّٰهَ کا معنی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں یکتا و یگانہ ہونے کا عقیدہ رکھا اور یہ کہ اس کا کوئی نظیر وشبیہ ومثل نہیں۔'' وفی شرح مقاصد ۲/۲۷ : اِعتِقَادُ عَدَمِ الشَّرِيكِ فِى الْاُلُوهِيَّةِ وَخَوَاصِهَا.

''توحید سے مراد یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُلوھیت (خدائی) اور اس کے خواص میں کوئی شریک نہیں۔

عنوانات توحید: چونکہ توحید تمام مسائل میں سے اہم مسئلہ تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت زیادہ عنوانات اور قسما قسم انداز میں پیش کیا ہے تا کہ اچھی طرح واضح اور ذھن نشین ہوجائے۔

☆ توحید بعنوان الٰہ جیسے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ [بقرہ:۱۶۳]

☆ توحید بعنوان عبادت جیسے يَآاَيُّهَاالنَّاسُ اعْبُدُوْارَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ......الخ [بقرہ:۲۱]

☆ توحید بعنوان تسبیح جیسے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......الخ [حدید:۱]

☆ توحید بعنوان تحمید جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [فاتحہ:۱]

☆ توحید بعنوان برکت جیسے تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ......الخ [ملک:۱]

☆ توحید بعنوان دعا جیسے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ......الخ [اعراف:۵۵]

☆ توحید بعنوان مُلک جیسے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......الخ [ال عمران:۱۸۹]

اقسامِ توحید:

توحید فی الذات : اللہ کو واجب الوجود ماننا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ کے وجود کو تسلیم کرنا اور یہ دل سے تسلیم کرنا کہ اُس کے ساتھ ذات میں کوئی شریک نہیں اور اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود ماننے کے ساتھ ساتھ قدیم، ازلی ابدی اور عدم سے پاک جاننا۔ اس توحید فی الذات والوجود کے مقابل شرک فی الذات ہے۔ وَقَالَ اللّٰهُ لاَ تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَاِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ [نحل : ۵۱]
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ . [مائدہ:۷۳]

توحید فی الربوبیت : یہ عقیدہ رکھنا کہ اس تمام کائنات اور موجودات کا صرف ایک خالق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور وہ اللہ رب العزت ہے۔ وہی ذات ان تمام اشیاء کا مالک، مدبر، تصرف کرنے والا، تمام عالم کی تدبیر اور انتظام چلانے والا اور تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ پھر وہ اللہ اس پالنے کیلئے بارشیں برساتا اور پھل پھول اور فصل اُگاتا ہے، اسی طرح خوراک پوشاک اور پانی وغیرہ بھی پیدا کرتا ہے۔ اس کو توحید فی التصرف والتدبیر بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے مقابل شرک فی الربوبیت یا شرک فی التصرف والتدبیر ہے۔ اس قسم کی توحید سے صرف دہریہ یعنی کمیونسٹ وغیرہ منکر ہیں جبکہ توحید فی الربوبیت کے تو مسلمان کیا مشرکین بھی اعتراف کرتے ہیں۔ لہٰذا صرف اس قسم کی توحید کا ماننے والا کامل مؤحد نہیں ہوسکتا جب تک وہ باقی اقسام توحید کو نہ مانتا ہو۔ ہاں توحید فی الربوبیت باقی اقسام توحید کے لیے اپنی جگہ پر اساس ضرور ہے اور اس کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی دل میں اُمڈ آتی ہے جیسے سورۃ بقرہ:۲۱

توحید فی الالوھیت : توحید کی یہ قسم لا الہ الا اللہ کے اندر موجود ہے۔ اس قسم کی توحید کو توحید فی المعبودیت بھی کہتے ہیں۔ جس سے مراد عبادت اور بندگی کی تمام اقسام وافراد کا مستحق صرف اور صرف ایک اللہ ہی کو ماننا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی ہستی کو عبادت کے کسی فرد یا قسم یا جزء کا مستحق نہ ماننا ہے۔ اس قسمِ توحید کے تحت توحید فی الدعاء والنداء، توحید فی العبادت، مالی وجانی عبادت، نذر نیاز، حاجات ومشکلات روائی، رکوع، سجدہ، قیام، اور تمام الٰہی تعظیمات آتے ہیں۔
جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

توحید فی الاسماء والصفات : قرآن پاک اور صحیح احادیث میں جو نام اور صفات اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں، اُن تمام پر عقیدہ رکھنا، وہ کسی اور کے لیے نہ ماننا اور جو نام اور صفات قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ سے نفی کی گئی ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ سے نفی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اگرچہ بہت زیادہ ہیں لیکن اُن تمام کا خلاصہ دو صفات میں یکجا ہے: ایک علم غیب اور دوسرا تصرف [قدرت، کارسازی] جیسے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ....الخ۔

اللہ تعالیٰ کی بعض دوسری صفات جیسے استواء علی العرش ،ید،وجہ،اور عین وغیرہ صفات پر بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جیسے اُس کی شان کے لائق اور زیبا ہو۔نہ تو اس سے انکار کرنا ہوگا اور نہ ان کی کوئی باطل تاویل وتحریف ہونی چاہیے اور نہ مخلوق کے ساتھ اس کی تشبیہ وتمثیل کسی طور بھی جائز ہے۔امام مالک اورام سلمہ کا قول ہے: اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ وَالْکَیْفُ مَجْھُوْلٌ وَالْاِیْمَانُ بِہٖ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْہُ بِدْعَۃٌ۔

توحید فی الحاکمیت: اس کو توحید فی الاطاعت،توحید فی التحلیل والتحریم،توحید فی الحکم والقانون یا توحید فی الشرع والتشریع بھی کہتے ہیں۔

اس سے مراد یہ عقیدہ رکھنا کہ شرع اور قانون بنانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال ٹھہرائی ہو اُس کے متعلق حلال کا عقیدہ رکھنا اور جو چیز اللہ نے حرام ٹھرائی اُسے حرام تصور کرنا۔اسی طرح جن وانس کی روزمرہ زندگی گزارنے کے لیے،پھر ملک وقوم کے لیے قانون اور آئین سازی کا حق بھی صرف شریعت کو ہے اللہ کے سوا کسی اور کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں ہے۔اگر کوئی اللہ کے حلال کردہ چیز کو حرام یا اسکے حرام کردہ چیز کو حلال کہتا ہو یا اللہ کے رسول اور شرعی دلیل کے مقابل تحلیل وتحریم میں کسی اور کی اطاعت کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے حکم اور قانون کے مقابلے میں کسی صاحب اقتدار بادشاہ کا حکم اور قانون مانتا ہو اور شرعی قانون اور حکم سے انکار کرتا ہو تو یہ سب شرک اور کفر ہے جیسے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ...الخ.

شرک اور اسکی اقسام:

توحید کی مزید وضاحت اور سمجھنے کیلئے شرک کی تعریف اور اقسام سمجھنا ضروری ہے کیونکہ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا اور وَبِضِدِّہٖ تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَاءُ اشیاء اپنے ضد سے پہچانے جاتے ہیں۔لہٰذا ذیل میں شرک کی تعریف اور اقسام بیان ہوتے ہیں۔

شرک: اللہ تعالیٰ کی ذات،صفات،اسماء وافعال میں کسی بھی مخلوق نبی،ولی،پیر،فقیر،بزرگ،حجر،شجر،قبر،اور بت وغیرہ کو شریک وحصہ دار یا لاڈلا ٹھہرانا۔

- امام شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں: وَالشِّرْکُ اَنْ یُّثْبِتَ لِغَیْرِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی شَیْئًا مِنَ الصِّفَاتِ الْمُخْتَصَّۃِ بِہٖ.[الفوز الکبیر:۲۰]
  ’’شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفات میں سے کوئی بھی صفت کو غیر اللہ کیلئے ثابت مانا جائے‘‘
- علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:اَلْمُشْرِکُ مَنْ عَبَدَ مَعَ اللّٰہِ غَیْرَہٗ .[شامی:۳/۳۹۶]’’مشرک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کی عبادت بھی کرے‘‘
- علامہ آمدی فرماتے ہیں:اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَا حَاکِمَ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا حُکْمَ اِلَّا مَا حَکَمَ بِہٖ(الاحکام فی اصول الاحکام)
  ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاکم نہیں اور حکم وقانون وہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہی صادر فرمائے‘‘۔اور قرآن پاک میں بھی ہے:
  وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا(کہف:۲۶)’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے حکم وقانون میں کوئی شریک نہیں‘‘۔

الغرض مختصر الفاظ میں شرک تین باتوں سے عبارت ہے ایک اللہ کی کوئی صفت مخلوق کے لیے ثابت ماننا اور دوسری بات اللہ کی عبادت اور بندگی کسی اور کے لیے کرنا اور تیسری بات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حکم اور قانون شریک ٹھہرانا۔

اقسام: شرک کی دو بڑی قسمیں ہیں: (۱)شرک اعتقادی یعنی عقیدے میں شرک (۲)شرک فعلی یعنی عمل وعادت میں شرک

(۱)شرک اعتقادی: شرک اعتقادی چار اقسام کی ہیں:

(۱)شرک فی العلم (۲)شرک فی التصرف (۳)شرک فی الدعاء (۴)شرک فی العبادۃ

(۱)شرک فی العلم: اللہ تعالیٰ کی طرح کسی مخلوق،نبی،ولی،پیر،فقیر،زندہ یا مردہ کو عالم الغیب(چھپی ہوئی چیزوں کا مافوق الاسباب یعنی بغیر اسباب کے جاننے والا)ماننا۔جیسے: ﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ﴾[النمل:۶۵]

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾[الاعراف:۱۸۸]

﴿وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾[الانعام:۵۹]

- علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:اِنَّ دَعْوَی عِلْمِ الْغَیْبِ مُعَارِضَۃٌ لِنَصِّ الْقُرْاٰنِ فَیُکْفَرُ بِھَا.[رد المختار:۳/۲۹۷]
  ’’علم غیب کا دعویٰ کرنا قرآن کے خلاف ہیں لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کفر ہے۔‘‘
- ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:اَلْکُفْرُ عَلٰی اِعْتِقَادِ اَنَّہٗ [عَالِمُ الْغَیْبِ.[مرقات:۳/۱۰۰]’’یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی کریم [عالم الغیب ہیں،کفر ہے۔‘‘

(۲)شرک فی التصرف:

اللہ کی طرح کسی اور مخلوق کو اختیار مند، حاجت روا، مشکل کشا، اولاد و برکات دینے والا ماننا۔

﴿ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾[انعام:١٧]

﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰہُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْھِمْ ؕ قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ﴾[الرعد:١٦]

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖۤ اٰلِھَۃً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا﴾[الفرقان:٣]

❁ قال ابن کثیرؒ: مَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ لِلْعِبَادِ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئًا فَقَدْ کَفَرَ.[ابن کثیر:٢/٣٣١]

”جس کا یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کچھ اختیار دیا ہے پس اس عقیدے سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔“

❁ قال الشامیؒ: مِنْھَا اَنَّہٗ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ وَاِعْتِقَادُہٗ ذٰلِکَ کُفْرٌ.[رد المختار:٢/١٢٨]

”جس کا یہ گمان ہو کہ اللہ کے سوا، مردے کاموں میں تصرف کر سکتے ہیں تو یہ عقیدہ کفر کا ہے۔“

(۳)شرک فی الدعاء والاستعانۃ:

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق، نبی، ولی، پیر فقیر، زندہ یا مردہ کو غائبانہ پکارنا اور اُس سے مدد مانگنا۔ جیسے:

﴿ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴾[مؤمن:٦٠]

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾[یونس:١٠٦]

﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ﴾[احقاف:٥،انعام:٧١]

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا بَعْدَ اِذْ ھَدٰنَا اللّٰہُ﴾. الخ

﴿ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴾[الرعد:١٤]

﴿ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ ؕ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴾[فاطر:١٤]

❁ علامہ محمد طاہر الفتنیؒ فرماتے ہیں: وَمِنْھُمْ مَنْ قَصَدَ بِزِیَارَۃِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ اَنْ یُّصَلِّیَ عِنْدَ قُبُوْرِھِمْ وَیَدْعُوَ عِنْدَھَا وَیَسْاَلُھُمُ الْحَوَائِجَ وَھٰذَا لَا یَجُوْزُ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّ الْعِبَادَۃَ وَطَلَبَ الْحَوَائِجِ وَالْاِسْتِعَانَۃَ حَقُّ اللّٰہِ وَحْدَہٗ.[مجمع البحار:٢/٧٣]

”جو اس مقصد سے انبیاءؑ اور صلحاء کی قبروں کی زیارت کے لئے گیا کہ ان کے قریب نماز پڑھے گا اور ان سے اپنی حاجات مانگے گا تو یہ مسلمانوں کے کسی بھی عالم کے ہاں جائز نہیں کیونکہ عبادت کرنا، حاجات طلب کرنا اور امداد مانگنا صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کا حق ہے۔

❁ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: وَمَنْ ظَنَّ اَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ الْقُبُوْرِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ فِی الْمَسَاجِدِ فَقَدْ کَفَرَ. فَقَدِ اتَّفَقَ اَئِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی اَنَّ اِتِّخَاذَ الْقُبُوْرِ لِلدُّعَاءِ عِنْدَھَا اَوِ الصَّلٰوۃِ لَیْسَتْ مِنْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ . وَقَدْ تَوَاتَرَتِ السُّنَنُ فِی النَّھْیِ عَنِ اتِّخَاذِھَا لِذٰلِکَ.

[مختصر فتاوی المصریہ:٧٥]

”جس کا یہ خیال ہو کہ دعا مساجد کی بجائے قبروں کے ہاں زیادہ افضل ہے تو یقیناً اس نے کفر کیا۔ پس مسلمانوں کے آئمہ کرامؒ اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں کو دعا اور نماز کیلئے مقرر کرنا دین اسلام میں جائز نہیں اور متواتر احادیث سے قبروں کو دعا اور نماز کیلئے مقرر کرنے کی نہی آئی ہے۔

(٤)شرک فی العبادت:

اللہ تعالیٰ کی عبادت، رکوع، سجدہ، طواف وغیرہ کسی اور مخلوق مثلاً نبی، ولی، جن، پیر فقیر، مردہ یا زندہ، بت، قبر، حجر یا شجر کیلئے کرنا جیسے: ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ﴾[النساء:٣٦]

﴿ قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَھْوَآءَکُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ﴾[الانعام:٥٦]

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْکِرُ بَعْضَہٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ وَلَاۤ اُشْرِکَ بِہٖ ؕ اِلَیْہِ اَدْعُوْا وَاِلَیْہِ مَاٰبِ ﴾[الرعد:٣٦]

﴿ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴾[النحل:٧٣]

(۲) شرکِ فعلی: شرکِ فعلی کی چار اقسام ہیں:

(۱) تحریماتِ غیر اللہ (۲) نذرِ غیر اللہ (۳) شرک فی البرکات (۴) شرک فی الحکم والقانون

(۱) تحریماتِ غیر اللہ: تحریماتِ غیر اللہ اسے کہتے ہیں کہ ایک چیز جو حلال ہو، اللہ تعالیٰ نے منع اور حرام نہ کیا ہو اور ایک آدمی کسی غلط عقیدے کی بنا پر اسے اپنی طرف سے بند اور حرام کردے کہ یہ چیز (خوراک، لباس وغیرہ) ہم پر راس نہیں، اگر ہم اسے استعمال کریں تو اولاد اور مال و دولت تباہ ہو جائینگے وغیرہ۔ تو یہ عقیدہ شرکیہ ہے جیسے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ o وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ [المائدہ:۸۷،۸۸]

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ [البقرۃ:۱۷۲]

﴿وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِؕ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ﴾ [الانعام:۱۳۸]

تحریمات اللہ: تحریماتِ غیر اللہ کے مقابلے میں تحریمات اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ چیزیں) ہیں۔ مطلب یہ کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام اور منع کی ہیں انہیں حرام ماننا اور حلال نہ سمجھنا تو یہ توحید ہے۔ جیسے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًاؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْاؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْاۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدہ:۲]

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ..... اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِۚ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًاؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ [المائدہ:۹۵،۹۶]

(۲) نذر غیر اللہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق نبی، ولی، پیر فقیر، مردہ یا زندہ کے نام کی (اس عقیدے کے ساتھ کہ وہ نفع و نقصان کا ذمہ دار ہے اور اسکی قربت حاصل کرنے کے عقیدے کے ساتھ) نذر و نیاز یا شکرانہ پیش کرنا۔ یہ شرک اور حرام ہے جیسے:

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [البقرۃ:۱۷۳]

﴿حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النَّطِیْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ...﴾ [مائدہ:۳]

﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآىٕنَاۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىٕهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىٕهِمْؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ﴾ [الانعام:۱۳۶]

❁ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: وَاَمَّا النَّذْرُ لِلْمَوْتٰی مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَشَائِخِ وَغَیْرِهِمْ اَوْلِقُبُوْرِهِمْ اَوْ لِلْمُقِیْمِیْنَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ فَهُوَ نَذْرُ شِرْکٍ وَمَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی سَوَاءٌ کَانَ النَّذْرُ نَفَقَةً اَوْ ذَهَبًا اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ وَهُوَ شَبِیْهٌ لِمَنْ یَّنْذُرُ لِکَنَائِسِ الرُّهْبَانِ وَبُیُوْتِ الْاَصْنَامِ. [مجموعہ رسائل شرح دعاء ذوی النون:۸۶]

جان لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مشائخ وغیرہ مردوں کے نام یا ان کے قبروں کے لیے یا ان کے قبروں پر مقیم لوگوں کے نام جو نذر دیا جاتا ہے وہ شرک اور اللہ کی نافرمانی کی نذر ہے چاہے نذر خرچہ (پیسے وغیرہ) ہو یا سونا چاندی وغیرہ اور یہ راھبوں کے کنیسوں اور بت خانوں کے نام پر نذر کے مشابہ ہے۔

❁ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنَ الْعَوَامِ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الزَّیْتِ وَالشَّمْعِ وَنَحْوِهَا مِمَّا یُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَهُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ وَقَدْ ابْتُلِیَ النَّاسُ وَلَا سِیَمَا فِیْ هٰذِهِ الْاَعْصَارِ. [در المختار قبل الاعتکاف]

''سمجھ لو کہ وہ نذر جو عوام مُردوں کے لیے پیش کرتے ہیں اور تیل، شمع اور ان جیسی دوسری چیزیں اولیاء کرام کی قبروں کو تقرب کی نیت سے لے جاتے ہیں پس وہ اجماع کے ساتھ باطل اور حرام ہیں اور لوگ خاص طور پر اس زمانے میں یقیناً اس میں مبتلا ہیں۔

نذر اللہ: نذرِ غیر اللہ کے مقابلے میں نذر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کا نذر و نیاز دینا اور منّت ماننا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کرے گا تو میں فلاں نیک کام کروں گا، صدقہ دونگا وغیرہ تو یہ جائز اور توحید ہے: جیسے:

﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ [البقرہ:۲۷۰]

﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [آلعمران:۳۵]

﴿ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾ [مریم:۲۶]

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ [الحج:۲۹]

(۳)شرک فی البرکات: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور مخلوق نبی، ولی، پیر فقیر، زندہ یا مردہ کو مال، اولاد، عمر وغیرہ میں برکت ڈالنے والا سمجھنا جیسے:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ [فرقان:۱]

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا﴾ [فرقان:۱۰]

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا﴾ [فرقان:۶۱]

❁ قال العلامة الالوسیؒ ناقلا عن الامام الرازیؒ: اِنَّ الْبَرَكَةَ لَهَا تَفْسِيْرَانِ اَحَدُهُمَا الْبَقَاءُ وَالثُّبَاتُ وَالثَّانِيْ كَثْرَةُ الْاٰثَارِ الْفَاضِلَةِ فَاِنْ حَمَلْتَهُ عَلَى الْاَوَّلِ فَالثَّابِتُ الدَّائِمُ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ حَمَلْتَهُ عَلَى الثَّانِيْ فَكُلُّ الْخَيْرَاتِ وَالْكَمَالَاتِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهٰذَا الثَّنَاءُ لَا يَلِيْقُ اِلَّا بِحَضْرَتِهٖ جَلَّ وَعَلَا. [روح المعانی:۱۳۹/۸،تفسیر الکبیر:۱۱۸/۱۴]

یعنی برکت کے دو مطلب ہے ایک بمعنی بقاء و ثبات اور دوسرا بمعنی اچائیوں اور خوبیوں کی کثرت اگر پہلا معنی لو تو ہمیشہ دائم اور ثابت ذات فقط اللہ تعالیٰ ہے اور اگر دوسرا معنی لو تو تمام اچھائیاں اور کمالات اللہ کی طرف سے ہے اور اس طرح کی ثناء صرف اسی کے لائق ہے۔

(٤)شرک فی الحکم والقانون: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ یعنی شریعت کے قانون اور فیصلے کے مقابلے میں کسی غیر کے قانون پر فیصلہ کرنا اور اس پر دل سے راضی ہو جانا جیسے:

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [مائدہ:۴۴]

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [مائدہ:۴۵]

﴿وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [مائدہ:۴۷]

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ﴾ [مائدہ:۴۹]

❁ موضح قرآن میں شاہ عبدالقادر دہلویؒ سورۃ انعام:۱۲۲ کے تحت لکھتے ہیں: ’’یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ یہ شرک کے حکم میں ہے کہ اور کا مطیع ہووے۔‘‘

صداقت الرسول: [: نبی کریم [کی صداقت اور سچائی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مکمل وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ جیسے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ[بقرہ:۱۱۹]

نساء:۱۳، ۶۵، ۱۱۵، ۱۶۳، یوسف:۱۰۲، اعراف:۱۵۸، ۱۵۸، العمران:۳۲، ۴۳، ۸۱ احزاب:۳۶، رعد:۴۳۔ اس کے علاوہ صداقت رسول [پر قرآن پاک میں مستقل سورتیں بھی نازل ہوئی ہیں جیسے سورۃ ضحیٰ، سورۃ انشراح وغیرہ۔

صداقت القرآن: قرآن پاک کی صداقت اور سچائی کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن ہی میں مختلف طریقوں سے واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے وحی میں سب سے پہلا حکم سورۃ علق میں قرآن کے پڑھنے کا آیا ہے۔ اسی طرح سورۃ قدر میں قرآن کی عظمت کا بیان ہے جبکہ سورۃ مزمل میں ترغیب الی القرآن اور سورۃ مدثر میں ترغیب الی تبلیغ القرآن ہے۔ اسی طرح قرآن کی صداقت مختلف آیات میں اس طرح فرمایا۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا[نساء:۱۱۳] نحل:۶۴، اسراء:۱۰۵، فاطر:۳۱، یونس:۳۷، اعراف:۳، ۱۵۷، زمر:۵۵۔

الایمان بالآخرة: اسی طرح آخرت کا اثبات اور بیان قرآن، کے متعدد سورتوں میں مذکور ہے۔ جیسے وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا

لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا. [اسراء:١٠]،رعد:٢، جاثیہ:٢٦، حج:٧،حم سجدہ:٧،سبا:٨،انعام:٩٢

الجهاد فی سبیل الله: جہاد چونکہ پہلے مذکور چار اصول کی اشاعت اور پھیلانے اور حفاظت کا ذریعہ ہے اس لئے قرآن پاک میں جہاد کا حکم ، جہاد کے اقسام اور جن لوگوں سے جہاد کیا جاتا ہے ان کا تذکرہ تفصیلاً ذکر ہے۔ جیسے وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ [بقرہ:٢٤٤] اسی طرح سورۃ توبہ:٧٣،١٢٣، انفال:٣٧،صف:١٠،توبہ:٧٣ وغیرہ

الانفاق فی سبیل الله: جہاد اور اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت اور خدمت بغیر مال خرچ کرنے سے پوری طرح نہیں ہوتی اس لئے قرآن نے انفاق پر بھی بہت زور دیا ہے۔ جیسے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ [بقرہ:٣] اسی طرح سورۃ بقرۃ:١٩٥،٢٦٢،٢٦٥،١٩٥ال عمران:١٣٤،توبہ ٣٤،:٩٩،١٢١۔

التنظیم: اس اصل کا ایک مقصد یہ ہے کہ مسلمان آپس میں منظم ہو کر رہے کیونکہ اسلام اجتماعیت پسند دین ہے اور دوسرا یہ کہ اس اصل کا تعلق جہاد، دعوت دین اور اقامت دین کے ساتھ ہے اور یہ تمام کام جماعت اور نظم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے قرآن پاک میں آپس میں منظم رہنے، امیر کی اطاعت کرنے اور شوریٰ کے اصول وغیرہ کا بیان ہے۔ تاسیس الجماعۃ کے پانچ قواعد سورۃ ال عمران:١٠٢ سے، امیر و مامور کے احکام سورۃ نساء میں اور شوریٰ کے قواعد سورۃ مجادلہ میں مذکور ہیں۔ امیر کے شرائط اور صفات۔ بقرہ:٢٤٦،العمران:١٥٩،١٦١،١٦٤ اور جماعت کے ارکان کی تین قسمیں سورۃ مزمل میں مذکور ہیں۔

الآداب: دنیا میں زندگی گزارنے اور ہر کام کرنے کیلئے شریعت نے کچھ آداب مقرر کیے ہیں، قرآن پاک نے اُن کا بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً دعوت کے آداب جیسے، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ [مؤمنون:٩٦]،شعراء:٢١٣ سے، گھر میں زندگی گزارنے کے آداب سورۃ نور:٥٨،٥٩،٦٠۔ اسی طرح جماعت کی حفاظت اور ارکان کے مابین تعلقات کے آداب سورۃ حجرات میں ذکر ہیں۔ وباللہ التوفیق

ضروری اصطلاحات تفسیر

دعوی یا موضوع: سورت کا وہ مرکزی اور اہم مسئلہ یا مضمون جو تمام سورت کیلئے بمنزلہ محور کے ہو اور سورت کے باقی مضامین اسکے گرد گھومتے ہوں۔

تنویر: بعض مرتبہ بیان کردہ دعویٰ یا مسئلے کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے، اُس پر روشنی ڈالنے یا دعوی و مسئلہ کے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لیے جو کلام لایا جاتا ہے اسے گزشتہ بیان شدہ مسئلے کا تنویر کہا جاتا ہے۔

ربط: کسی سورت یا آیت کا گزشتہ سورت یا آیت کے ساتھ جوڑ اور مناسبت۔

امتیاز: ایک سورت کو دوسرے سورت سے ممتاز اور جدا کرنے کا فرق اور خصوصیت جو اس سورت میں پائی جاتی ہے اور دوسری میں نہیں ہوتی اس کو امتیاز یا خصوصیت کہتے ہیں۔

دلیل: بطور ثبوت وہ بیان جس سے دعویٰ کو ثابت کیا جائے۔

دلیل عقلی: وہ دلیل جس کا تعلق عقل سے ہو یعنی عقل سلیم کے مطابق اور مناسب ہو۔

دلیل نقلی: وہ دلیل جو گزشتہ زمانے کے کسی نبی، ولی یا کتاب الٰہی سے نقل ہو۔

دلیل وحی: وہ دلیل اور بات جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب ہوئی ہو۔

تخویف: ڈراؤ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے اور ادا کرنے کے سلسلہ میں اللہ (کے عذاب) سے ڈرانے کو تخویف کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور یہ احکام بجالاؤ۔ پھر تخویف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تخویف دنیاوی: زیر بحث دعویٰ نہ ماننے والوں کو دنیا کے عذاب سے ڈراوا۔

(۲) تخویف اُخروی: زیر بحث دعویٰ اور مسئلہ نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانا۔

بشارت دنیاوی: زیر بحث مسئلہ ماننے والوں کو دنیا میں خوشحالی اور نعمتوں کی خوشخبری۔

بشارت اُخروی: زیر بحث مسئلہ ماننے والوں کو آخرت کی خوشحالی اور نعمتوں کی خوشخبری۔

تسلی: حق پرستوں کو مخالفین کی طرف سے تکالیف اور تکذیب پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے اُنکے دِلوں سے غم دور کرنے یا کم کرنے کی غرض سے انکی حوصلہ فزائی کرنا۔

تشجیع: کسی اچھے اور نیک کام پر اُبھارنا اور اُس کے لیے جرأت، دلیری اور حوصلہ مندی پیدا کرنا۔

ترھیب: ڈراوا یعنی احکام کی بجا آوری کے سلسلے میں خوفِ الٰہی دلانا۔

تزھید من الدنیا: دنیا سے بے رغبتی دلانا اور دنیا کو سبھی کچھ جان کر اس کی محبت سے بچنے کی ترغیب دینا۔

زجر: منکرین کی ناجائز بات یا عمل، بے سروپا اور نامعقول مطالبات پر عذاب کی خبرداری، ڈانٹ۔

تنبیہ: انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہونے پر انھیں متنبہ کرنا کہ آئندہ احتیاط سے کام لیا جائے۔

اُمور انتظامیہ: وہ احکام اور قوانین جس پر عمل کرنے سے مسلمان باہم متحد و متفق ہوتے ہوں اور اُن کا معاشرہ درست اور جماعت منظّم ہو سکتے ہوں جیسے قانون قصاص، حدود، نکاح، طلاق، رضاعت، وصیت، وراثت وغیرہ۔

اُمور مصلحہ: وہ اعمال صالحہ جن سے باطن کی اصلاح ہو اور مسلمان ان کے باعث ہر حال میں مشکل سے مشکل قانون اور حکم پر عمل کے لیے آمادہ ہو جائے یعنی وہ اعمال صالحہ [جیسے صوم، صلوٰۃ، حج وغیرہ] جو امور انتظامیہ پر عمل اور استقامت کے لیے مُمِد و معاون ہوں۔

امور مصلحہ کی اقسام: امور مصلحہ کی تین قسمیں ہیں:

(1) منکرین کے لیے: اکثر مالدار لوگ مال دولت کی نشہ میں توحید یا کسی دوسرے عقیدہ اور حق سے انکار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے قرآن فرماتا ہے: (۱) دنیا کی محبت میں غلو کرنا دنیوی عذاب کا پیش خیمہ ہے۔ (۲) دنیا کا مال و دولت حقیر، ناپائیدار اور فانی ہے۔ (۳) دنیا سے محبت اخروی عذاب کا پیش خیمہ ہے جیسے سورۃ الکہف ۳۲ تا ۴۹ ۔۳۳ تا ۴۴۔ پہلا مضمون، ۴۵ میں دوسرا جبکہ ۴۷ تا ۴۹ میں تیسرا مضمون مذکور ہے۔

(2) مومنون کے لیے: حق ماننے والوں کے لیے ضروری ہے کہ حق پر ثابت قدم رہیں اور امور انتظامیہ کے سلسلہ میں ذکر شدہ احکام کے مطابق عمل کریں تا کہ انکا جماعت منظّم اور متحد ہو جائے چونکہ ان احکام پر عمل کرنا مشکل کام ہے، اس لئے ان احکام کے ساتھ ایسے امور ذکر کیے جاتے ہیں جو استطاعت اور عمل صالح

میں مدد ومعاون ہوں تا کہ اس سے اصلاح باطن ہوجائے اور حق پرستوں کی جماعت مشکل سے مشکل حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوجائیں جیسے صوم ،صلوٰۃ ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جیسے سورۃ البقرہ:۲۳۸

(3) امور مصلحہ مدافعہ للعذاب (عذاب سے بچنے کے لیے): دنیوی یا اخروی عذاب سے بچنے اور نجات کے لیے اللہ تعالیٰ تین باتوں کا حکم دیتا ہے: (۱) شرک سے بچو (۲) بندگان خدا پر ظلم مت کرو۔ (۳) بندگان خدا کے ساتھ احسان کرو جیسے سورۃ اسراء:۲۳ تا ۳۱۔۲۳ میں پہلی اور تیسری بات اور ۳۱ میں دوسری بات ذکر ہے۔

ادخال الٰهی: کسی واقعہ یا مضمون کے بیان کے دوران بیچ میں اللہ تعالیٰ اپنی بات ارشاد فرمائے اگر چہ وہ اسی واقعے یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ جس کو عام طور پر عربی درسی کتابوں میں جملہ معترضہ کہتے ہیں۔

براعة الاستهلال: تمہید میں ایسی عبارت اور الفاظ ذکر کرنا جو آنے والے مقصد کے ساتھ مناسب ہو اور اسکے ضروری امور پر روشنی ڈالے۔

اعاده برائے بعدِ عهد: ایک مضمون بیان ہو رہا ہو مگر اس کا نتیجہ اور حکم اس مضمون کے ساتھ بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے پہلے اس مضمون کے دوسرے متعلقات آجاتے ہیں، پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تا کہ نتیجہ اس کے ساتھ مربوط ہوجائے، یہ اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ ۳۶ میں ہے کہ: وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ. اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت ۳۸ میں پھر کیوں حکم دیا جارہا ہے: قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيْعًا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں نیچے اتر جانے کا حکم دیا گیا لیکن درمیان میں سیدنا آدم وحوا علیہما السلام کی سرفرازی اور معافی کا اعلان کیا گیا۔ نیچے اُتر جانے کا حکم ذرا دور رہ گیا اس لیے دوبارہ اُتر جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

ادماج یا اندماج:

دمج سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: مضبوط گڑ جانا اور کپڑوں میں لپیٹنا، اصطلاح میں کسی مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحۃً بیان کر دیا جائے اور غیر مقصودے حصے کو حذف کر دیا جائے جو معمولی غور وفکر سے سمجھا سکے، ادماج یا اندماج کہلایا جاتا ہے۔ [کشاف اصطلاحات الافنون والعلوم: ۱:۱۳۰]

مثلاً: مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَاحَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ [سورۃ البقرۃ:۱۷] میں اندماج اور استوقد نارا کے بعد فیہ رجال قاعدون محذوف ہے، کیونکہ اس کے بعد بنورھم کی ضمیر جمع اس پر دلالت کرتی ہے۔

ختم القلب: گمراہی کے چار درجے ہیں:

۱: ریب وشك: یہ درجہ گمراہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پہلے کسی شخص کے دل میں توحید اور دین حق کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں جو اسے صراط مستقیم اور راہ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔

۲۔ ضلالت (گمراهی): توحید اور دین حق سے متعلق شکوک وشبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اور وہ کسی کے دل میں جاگزیں ہوجائیں تو آدمی ضلالت وگمراہی میں جا گرتا ہے اور راہ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔ جدال: ضلالت کے بعد جدال کا درجہ ہے۔ گمراہی کے بعد گمراہ شخص اپنے نظریات اور غلط عقائد کو حق اور صحیح ثابت کرنے کے لیے اہل حق سے جھگڑا اور مجادلہ ومنازعہ کرتا ہے اور ضد وعناد کی وجہ سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے۔

٤۔ ختم القلب (مهر جباریت/طبع علی القلب): گمراہی کے بعد جب آدمی حق کے مقابلے میں جھگڑا اور جدال شروع کرتا ہے اور نقلی وعقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثابت ہوجانے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد وعناد پر ڈٹا رہتا ہے۔ تو اب اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ یعنی اس کے دل میں جو کفر ونفاق اور شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا اور جو چیز اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان ویقین اور توحید واخلاص، وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ جب کوئی شخص گم راہی کے اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا راہِ راست پر آنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ اس درجہ میں اُس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ شیخ المشائخ مولانا حسین علی الوانیؒ اس کو مہر جباریت سے تعبیر کرتے تھے۔

قال رومیؒ: ایں نہ جبر، ایں معنئ جباریست ذکر جباری برای زاریست

قرآن مجید میں یہ چاروں درجے کہیں جدا جدا اور کہیں دو دو یا اس سے زیادہ مذکور ہیں، جب کہ سورۃ حم المومن میں دو آیتوں کے اندر چاروں درجے ایک ساتھ ذکر ہیں:

وَلَقَدْ جَآءَ كُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَازِلْتُمْ فِىْ شَكٍّ مِمَّا جَآءَ كُمْ بِهٖ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلاً كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ. اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ. [سورۃ حم المؤمن:۴۰:۳۴-۳۵]

یہاں کذلک میں دونوں جگہ کاف تعلیلیہ ہے جو بمعنی لام ہے۔اس میں گمراہی کے چاروں درجات بالتدریج مذکور ہیں۔ پہلے وہ لوگ سیدنا یوسف علیہ السلام کے لائے ہوئے دلائل توحید و نبوت کے بارے میں ریب وشک میں پڑے رہے، اس وجہ سے گمراہ ہوئے اور راہِ ہدایت اور جادۂ توحید سے بھٹک گئے، اس کے بعد انہوں نے ضد وعناد سے جھگڑا اور مجادلہ شروع کر دیا اور توحید اور دین حق سے دور بھاگنے لگے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی۔

ربط القلب: ہدایت کے بھی چار درجے ہیں:

اول: انابت اور طلب۔اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا، ان سے محبت رکھنا اور ہدایت کے راستے کی تلاش کرنا جیسے سورۃ مومن:۱۳، سورۃ شوریٰ:۱۳۔اس انابت کے مقابل میں ریب اور شک ہے۔

دوم: ہدایت۔یعنی سیدھا راستہ ملنا، ہدایت، انابت اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے ملتا ہے۔اس کے مقابلے میں ضلالت ہے۔

سوم: استقامت: ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ہدایت پر پکا اور ثابت قدم ہونا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے تو اسے استقامت نصیب ہو جاتی ہے جیسے سورۃ حٰم سجدہ:۳۰۔اس استقامت کے مقابل جدال، مخاصمت اور ضد وعناد ہے۔

چہارم: ربط القلب: ربط القلب ختم القلب کا ضد ہے۔جب ایک انسان ہدایت کا راستہ اختیار کر لے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں راسخ اور پکا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو محکم یقین اور ایمان پر استقامت کی دولت عطاء کر دیتا ہے۔جس کے نتیجے میں وہ آدمی گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔دل کی اس کیفیت کو ربط القلب کہتے ہیں۔

ان پہلے تین درجات کے حاصل ہونے کے بعد انسان کو ربط القلب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ہدایت کے یہ چاروں درجات سورۃ کہف:۱۳،۱۴ میں ذکر ہیں۔

وَنَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا.

تمت بالخیر

❋ ❋ ❋